تفسیر احمد

سُورَةُ التَّكْوِير

Ketabton.com

جزء - 30

سورہ «التکویر» کا تفسیر و ترجمہ

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة التکویر

پاره (30)

یه سورت مکه میں نازل هوئی یہ"29" آیتوں پر مشتمل هے

وجه تسمیه:

اس سورت کا آغاز رب تعالی کے فرمان (اذالشّمسُ کُوّرَت) کے لفظ "تکویر" سے کیا گیاهے۔

اس سورت کا دوسرا نام " کُوِّرَت" ہے، لفظ " کُوّرَت" اس سورت کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے، "کُوِّرَت" ماضی مجهول کا صیغہ "تکویر" کے مصدر سے لپیٹنے کے معنی میں ہے۔

واضح رہے کہ یہ سوره سورۂ "مسد" کے بعد مکہ میں نازل ہوئی ہے۔

"تکویر" سورج کا لپیٹنا، اور اس کی روشنی ختم کرنا۔

اس سورت کا نام قیامت سے پہلے موجوده نظام میں رونما ہونے والے حوادث میں سے ایک عظیم حادثے کی طرف اشاره کرتی ہے، سورج سے متعلق پیش آنے والا واقعہ، جو الله تعالیٰ کی قدرت، عظمت اور رحمت کے واضح ترین مظاہر میں سے ایک ہے، اور یہ اس مہم کو بیان کرتی ہے کہ انسان اس انجام کو پہنچتا ہے جس کا آغاز اس نے خود ہی کیا ہے، البتہ قیامت سے پہلے بڑے بڑے واقعات کے وقوع پزیر ہونے کے بعد لوگوں کی آزمائش اور حساب ہوگا، اور کرۂ ارض میں ایسے لوگوں کا وجود جو خدا کی تدبیر کو قبول نہیں کرتے اور اسے برداشت نہیں کرسکتے، الله تعالیٰ کی تدبیر میں ذره برابر بھی خلل پیدا نہیں کرسکتے، اگر کوئی شخص سورج کی روشنی نہ دیکھ سکے تو مسئلہ اس کی آنکھوں کا ہے، نہ کہ سورج کی روشنی کا۔

سورة التکویر کے نزول کا وقت:

سوره مبارکہ کے مشتملات اور طرز بیان سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اس سوره نے بعثت کے ابتدائی دور میں شرف نزول پایا ہے۔

مکی سورتوں کی بعض خصوصیات:

1 - زیاده قسمیں کهانا
2 - الله اور قیامت کے دن پر ایمان کا موضوع اور جنت کی صفات
3 - چھوٹی آیتیں
4 - مشرکین سے بحث اور جدال
5 - قصص اور واقعات
6 - یاأیُّهَا النّاس عبارت کا ذکر
7 - جہاد کی بات کرنا

(c) ketabton.com: The Digital Library

سوره تکویر کا سوره عَبَسَ سے ربط و مناسبت:

دونوں سورتیں قیامت کے عظیم اور سخت واقعات کو بیان کرتی ہیں، عَبَسَ (آیات مبارکہ:33 تا 42) اور سوره تکویر (آیات مبارکہ: 1 تا 14)

سورة التكوير کی آیات ، کلمات اور حروف کی تعداد:

یه سورت مکه مکرمه میں نازل هوئی هے، اورمکی سورتوں میں سے هے۔ سورة التكوير کا ایک (1) رکوع هے، انتیس آیتیں (29) ، اور ایک سورچار (104) الفاظ ، چارسوچهبیس (426) حروف، اور دوسو انتیس (229) نقطے هیں ۔ (یه بات ذکر کرنا لازم هے که علماء کے اقوال سورتوں کے حروف کی تعداد گننے میں مختلف هیں، اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے سوره "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)۔

سورت سے واقفیت:

اس سورت کے جملے مختصر لیکن فیصلہ کن اور دلکش هیں، اور سورت کے موضوعات سے هم آهنگ هیں، سورت کے پهلے حصے میں قیامت کی ابتدائی حالت اور تمام نظام شمسی کے تاریک هوجانے اور هرچیز کے ٹوٹنے اور اس دنیا کے موجوده نظام کے زوال کے بارے میں بات کی گئی هے، پهر اس نے لوگوں کے قبروں سے ٹولیوں کے شکل میں اٹهنے اور خدا کی طرف جانے کا نقشه کهینچاهے۔

زمانه جاهلیت کا سب سے گهناؤنا گناه یعنی: لڑکیوں کو زنده دفن کرناتها ، اس کو یهاں ذکر کیاگیاهے، جنت اور جهنم کے مناظر کابهی ذکر هے، جسے دیکھ کر انسان سوچتاهے که اس نے ان دونوں آخری ٹهکانوں کے لیے کیا تیاری کی هے، پهر اس دنیاکی وسعت کا ثبوت پیش کرتے هوئے اور اپنے پیغام کی صداقت کا حواله دیتے هوئے مدعو سامعین کی توجہ اس بات کی طرف دلاتاهے ، کہ اگر اس داعی کے پیغام کا موازنه دوسرے دعوت دینے والوں کے پیغام کے ساتھ کریں گے، اورپهر اس کے بارے میں فیصله کریں گے، تویقیناً آپ کو اس کی حقانیت کا یقین هوجائے گا۔

سورة التكويركی فضیلت :

ایک حدیث شریف میں ابن عمررضی الله عنهما روایت کرتے هیں که : رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: جو شخص قیامت کو اپنی آنکهوں سے دیکهنا چاهتاہے تو اسے چاهیئے که: (اذلشمس کورت، اذا السّماء انفطرت، اذالسّماءانشقّت،) کو دیکهے۔

اس سورت کی تلاوت کی فضیلت:

هم نبی صلی الله علهی وسلم کی ایک حدیث کو پڑهتے هیں که : جو شخص

(c) ketabton.com: The Digital Library

سوره (اذالشّمس کوّرت) کی تلاوت کرے الله تعالی اس کو اس دن کی رسوائی سے کہ جس دن اس کا نامه اعمال کھولاجائے گا اس کی حفاظت کرے گا۔
دوسری حدیث ہے که پیغمبر اسلام صلی الله علیہ وسلم سے پوچھا گیا : اتنی جلدی بڑھاپے کے آثار آپ پر کیوں نمایاں هوگئے هیں ؟ آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا : "سوره هود، واقعه، مرسلات، عمَّ ، اور اذالشّمس کوّرت" نے مجھے بوڑھا کردیا، اس لیے کہ ان سورتوں میں قیامت کے هولناک حوادث کا ذکر اتنا زیاده هوا هے که وه باشعور اور جاگتے انسان کو بهت جلد بوڑھا کردیتاھے ۔
مذکوره بالا روایات میں جن تعبیرات کا ذکر هوا هے ، ان سے معلوم هوتاھے کہ تلاوت سے وه تلاوت مقصود ومطلوب هے جو علم ، ایمان اور عمل کا سرچشمه هو ۔

سورت کا خلاصه :

پهلے مرحلے میں یه سورت ان افراد کو سرزنش اور ملامت کرتی هے جو اکثر فرض کی گئی باتوں اور خیالات کی بنیاد پر ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے ، عام طور پر اس سورت کے مشتملات میں دو اهم محوروں پر بحث کی گئی هے ۔

1 - اس سورت کی ابتدائی آیات قیامت کی نشانیوں ، اور اس جهان کے آخر میں بڑی تبدیلیوں کے ساتھ قیامت کے آغاز کو بیان کرتی هیں ۔
2 - سورت کا دوسرا حصه قرآن اور اس کے لانے والے کی عظمت اور انسانی نفس پراس کے اثرات بیان کرتاہے، یه حصه بیدار کرنے والی قسموں اور معانی سے بھرپور هے ۔

اس سورت کا سیاق:

اگر آیت (1- ۱۴) کا خلاصه ملاحظه کریں تو اس کےموضوعات میں شامل ہے: تنبیه، ڈرانا، اور انسان کو قیامت کے دن اپنے اعمال سے آگاه اورباخبر کرنا ، اور اس میں یاد دہانی کی گئی هے که : اس دنیا کا موجوده نظام لپیٹ لیا جائے گا ایک نیا اور پہلے سے معین کرده نظام اس کی جگہ لے گا: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ» (۱) وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ (۲) وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ (۳) وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (۴) وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ (۵) وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (۶) وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (۷) وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ (۸) بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (۹) وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (۱۰) وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ (۱۱) وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ (۱۲) وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ (۱۳) عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا أَحْضَرَتْ (۱۴)
اسی طرح آیت (15 – 29) تک یه هے که : وحی کے ایک لفظ سے بھی نہ ہٹیں بلکہ اس کو یاد رکھیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

انسان کو اس کے روزقیامت کے اعمال سے آگاہی دینا اس کا ثبوت ہے کہ یہ قرآن جبرئیل امین کے لائے ہوئے الفاظ ہیں اور وحی ھیں، اسے رسول الله صلی الله علیه وسلم نے جنات اور شیاطین سے دریافت نہیں کیاھے، پھر کیوں اس سے دوری اختیار کرتے ہو، اس سے دور رہنے سے بہتر ھے کہ اسے یاد رکھو: فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ (۱۵) الْجَوَارِ الْكُنَّسِ (۱۶) وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ (۱۷) وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (۱۸) إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (۱۹) ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ (۲۰) مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ (۲۱) وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ (۲۲) وَلَقَدْ رَآهُ بِالأُفُقِ الْمُبِينِ (۲۳) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيبِ بِضَنِينٍ (۲۴) وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيطَانٍ رَجِيمٍ (۲۵) فَأَينَ تَذْهَبُونَ (۲۶) إِنْ هُوَ إِلا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (۲۷) لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يسْتَقِيمَ (۲۸) وَمَا تَشَاءُونَ إِلا أَنْ يشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۲۹).

سوره تکویر کے اخلاقی اور معاشرتی نکات

1 - مظلوم کا دفاع کرنا کفر اور اسلام سے تعلق نہیں رکھتا، اس لیے کہ زنده دفن ہونے والی بیٹیاں مسلمان نہیں تھیں، لیکن قرآن کریم نے وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ کے انداز میں ان لڑکیوں کے حق کا دفاع کیاھے .
2 - سوال کے ذریعے ضمیروں کو جگایاگیا ہے (بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ).
3 - وقار اور عظمت، قابلیت اور طاقت ، فرمانبرداری اور قابل اعتماد قوّتوں کا ہونا پیغام اور ارشادات کے پہنچانے کے لیے ضروری شرائط ھیں .
4 - کبھی کبھی تہمتوں اور الزامات کا جواب دیئےبغیر نہیں چھوڑنا چاھیئے ، بلکہ ان کا جواب دینا چاھیئے (وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ) .
5 - تبلیغ دین کا طریقہ نصیحت ھے ، جبر نہیں: (ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يسْتَقِيمَ)
6 - انسان نه بغیر ارادے کے ھے اور نه ھی مکمل خود مختار .
7 - چونکه خدا تعالی رب العالمین ھے، اس لیے تمام امور اس کے قبضے میں ھیں، اور انسان کی مشیت الله تعالی کی مشیت کے ما تحت ھے .

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورة التکویر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَ اِذَا
الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَ اِذَا
النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَ اِذَا الصُّحُفُ
نُشِرَتْ ۝١٠ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝١١ وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝١٢ وَ اِذَا الْجَنَّةُ
اُزْلِفَتْ ۝١٣ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝١٤ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥ الْجَوَارِ
الْكُنَّسِ ۝١٦ وَ الَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝١٧ وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝١٨ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ
كَرِيْمٍ ۝١٩ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝٢٠ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝٢١ وَ مَا صَاحِبُكُمْ
بِمَجْنُوْنٍ ۝٢٢ وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝٢٣ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝٢٤ وَ مَا
هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝٢٥ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝٢٦ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝٢٧ لِمَنْ شَآءَ
مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝٢٨ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٩

سورت کا لفظی ترجمه

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مهربان نهایت رحم والا هے
اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١	جب سورج لپیٹ لیا جائے گا (1)
وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢	اور جب تارے بے نور هوجائیں گے (2)
وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣	اور جب پهاڑ چلائے جائیں گے (3)
وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤	اور جب دس ماه کی حامله اونٹنیاں چهوڑ دی جائیں گی(4)
وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝٥	اور جب وحشی جانور اکٹھے کیےجائیں گے (5)
وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦	اور جب دریا آگ کی طرح بهڑکائے جائیں گے (۶)
وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧	اور جب روحیں (بدنوں) سے ملادی جائیں گی (۷)
وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝٨	اور جب اس لڑکی سے جو زنده دفنادی گئی هو پوچها جائے گا (۸)
بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝٩	که وه کس گناه پر ماری گئی؟ (9)
وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠	اور جب (عملوں کے) دفتر کهولے جائیں گے (10)
وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝١١	اور جب آسمان کا پرده هٹادیا جائے گا (11)

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ۙ۱۲	اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑ کائی جائے گی (12)
وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۙ۱۳	اور جب جنت (پرہیزگاروں کے لیے) قریب لائی جائے گی (13)
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ؕ۱۴	تب ہرشخص جان لے گا که وہ کیا لے کر آیا ھے (14)
فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۙ۱۵	ھم کو ان ستاروں کی قسم جو پیچھے ہٹ جاتے ھیں (15)
الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۙ۱۶	(اور) جوسیرکرتے اور غائب ھوجاتے ھیں (۱۶)
وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۙ۱۷	اور رات کی قسم جب ختم ھونے لگتی ھے (۱۷)
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ۱۸	اور صبح کی قسم جب نمودار ھوتی ھے (۱۸)
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۙ۱۹	که بیشک یه (قرآن) فرشته عالی مقام کی زبان کا پیغام ھے (۱۹)
ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۙ۲۰	جو صاحبِ قوت مالکِ عرض کی ھاں اونچے درجے والا (20)
مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ؕ۲۱	سردار (اور) امانت دار ھے (21)
وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۚ۲۲	اور (مکّے والو) تمھارے رفیق (یعنی محمّد) دیوانے نھیں ھیں (22)
وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۚ۲۳	اور محمد صلی الله علیه وسلم نےجبرئیل علیه السلام کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھاھے (23)
وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ۚ۲۴	اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاهر کرنے) میں بخیل نھیں)24(
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ۙ۲۵	اور وہ (قرآن) شیطان مردود کا کلام نھیں ھے (25)
فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ؕ۲۶	پھر تم کدھر جارھے ھو (26)
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۙ۲۷	یه تو جهان کے لوگوں کے لئے نصیحت ھے (27)
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ؕ۲۸	(یعنی) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاھے (28)
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۲۹	اور تم کچھ بھی نھیں چاہ سکتے مگر وھی جو خدائے رب العالمین چاھے (29)

(c) ketabton.com: The Digital Library

تفسیر سوره تکویر

محترم قارئین:

آیات مبارکہ(1 تا 14)میں قیامت کے دن کے ابتدائی حالات، جمع ہونا، خوف اور ڈر اور ہولناکی اور
دہشت کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ۞	جب سورج کو لپیٹ لیا جائے گا (۱)

جب سورج کو لپیٹ لیا جائے گا ، پگڑی لپیٹنے اور کپڑے سمیٹنے کی طرح لایا جائے گا، اور اسے دنیا کی تباهی کی اعلان کے طورپر پھینک دیا جائے گا ۔

حسن بصری اپنی تفسیر میں لکھتے ھیں که : "کوّرت" تکویر سے مشتق ھے ، بے نور ھونے کے معنی میں ھے، اور پھینکنے کے معنی میں بھی آیاھے ، ربیع بن خیثم نےبھی ایسی تفسیر کی ھے، که اس سے مراد یه ھے که سورج کو سمندرمیں پھینک دیا جائے گا، جس کی حرارت کی وجه سے سمندر اور تمام دریا آگ پکڑیں گے، ان دونوں تفسیروں میں کوئی تعارض نهیں ھے، که پهلے سورج کا نور ختم کیا جائے اور پهرسمندر میں ڈالاجائے ۔

امام بخاری رحمه الله نے حضرت ابوهریره کی روایت سے نقل کیا ھے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا:قیامت کے دن چاند اورسورج (بے نورکردیئے جائیں گے) سمندرمیں ڈالے جائیں گے ۔

مسند بزار میں ہے کہ : آگ میں ڈال دیئے جائیں گے ۔

ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے ان آیات کے ذیل میں نقل کیاھے که : قیامت کے دن خدا تعالی سورج ، چاند، اور ستاروں کو بے نور کرکے سمندر میں ڈال دے گا، اور اس کے بعد تیزهوا چلے گی جس کے اثر سے تمام دریا آگ بن جائیں گے، اسی طرح یه بھی ٹھیک ھے که سورج اور چاند سمندرمیں ڈالےجائیں گے، اور یه بھی درست ھے که جهنم میں ڈالے جائیں گے، اس لیے که اس وقت سارے دریا جهنم میں پھینکے جائیں گے ۔
(مستفاد من المظهری والقرطبی)

مفسّرین کرام "اذَ الشّمس کُوِّرت " کی تفسیر میں فرماتے ھیں که : سورج کا نور جو هرجگه چمک رهاهوتاھے، اور میلوں دور دور تک پهنچ رهاهوتاھے، اور آب وتاب کے ساتھ تاباں ھے، قیامت کے آتے هی اس کا نور منقبض هوکر لپیٹا جائے گا اور نظروں سے اوجهل هوجائے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورج ایک چمکتا ھوا اور درخشاں نظام ھے جو که تدریجًا ٹھنڈا پڑجائے گا، اپنی تپش اور روشنی کھودے گا، اور تاریک اورٹھنڈے ستارے کی شکل اختیار کرجائے گا، جیسا که زمین سورج اور دوسرے نظاموں سے الگ ھونے کے بعد پہلے پھل گرم اور روشن اور آگ سے بھری تھی مگر پھر بہ تدریج سرد اور ٹھنڈی پڑگئی، سرد اور تاریک مادے میں بد ل گئی، اور اب نور اورحرارت سورج سے حاصل کرتی ھے، جبکہ اپنے سینے اور دل کی گھرائی میں اپنی حرارت کو محفوظ کیاہے سب چیزیں اس کے اندر پگھلنے اور جوش مارنے کے مرحلے میں ھیں۔

لیکن اس کی بیرونی سطح ٹھنڈی اور تاریک ھے، سورج بھی زمانه گذرنے کے ساتھ ایساھی ھوگا۔

"شمس" نور بکھرنے والے سورج کے معنی میں ہے، چمکنا اور روشنی دینا سورج کی صفت ہے، جوکہ (سورہ نبأ آیت : 13)بیان کیا گیا ہے۔

" كُوِّرَتْ"لپیٹ لیا جائے اور بے نور ہوجائے، اس وقت جب سورج تاریک ہوجائے ، یعنی:

1 - اس کی روشنی غائب ہوجائے گی اور اندھیرا ہوجائے گا۔
2 - زمین پر گرجائے گا۔
3 - اس کی حرکت اور طلوع رک جائے۔
4 - لماء کے نزدیک "كُوِّرَتْ" کے معنی : لپیٹنا، جمع کرنا اور گرجانا ہے۔

رسول الله صلى الله علیہ وسلم نے فرمایا: "سورج اور چاند دونوں قیامت کے دن آگ میں ہونگے" "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ يُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

اس کی وجہ ان کافروں کے عذاب کو بڑھانا ہے جو اس دنیا میں سورج اور چاند کی پرستش کرتے تھے تاکہ ان کو مزید عذاب اور تکلیف پہنچائے۔(مشكل الآثار طحاوی : 183) و (الابانة الكبرٰى ابن بطة : 70) (والسلسلة الصحيحة : 124) حکم البانی: صحیح۔

وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۙ﴿۲﴾	اور جب تارے بے نور ھوجائیں گے (۲)

اور ان کا نور ختم ھوجائے گا، یا "انکدار" ان کے گِرپڑنے کے معنی میں ھے، یا بکھرنےاور ان کی عمر ختم ھونے کے معنی میں ھے .

قیامت آنے پر اورچمکتے دمکتے سورج جیسے مشعل تابان کے بجھنے پر تمام تارے تاریک ھوجائیں گے ، ستارے جو کافی تعداد میں چمک رھے ھوتے ھیں، در اصل یه تاریک ھیں،یہ اپنی روشنی دوسرے سرچشموں سے عاریتًا حاصل کرتے ھیں۔

وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۙ﴿۳﴾	اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے(۳)

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس دن پہاڑ بکھری ہوئی ریت ہوجائیں گے، اور وہ دھنکی ھوئی اون کی طرح ھوامیں اڑجائیں گے، پھر وہ متغیرھوجائیں گے ، اور اپنی جگه سے اکھاڑے جائیں گے ۔

"سُيِّرَتْ"پہاڑ اپنی جگہ سے اکھیڑ دیے جائیں گےاور ادھر اُدھر دھکیل دیئے جائیں گے، روئی کی طرح پھسلتے ہوئے، اپنی جگہ سے اکھاڑ دئیے جائیں گے اور حرکت کریں گے۔

سورج اور ستاروں کے بعد زمین آہستہ آہستہ بدلتی رہے گی، زمین میں جو پہلے بدل جائیں گے وہ پہاڑ ہیں، (وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ۝۳) کہ پہاڑ مسلسل اور بہت زیادہ حرکت میں ڈالے جائیں گے، سورہ طٰہٰ کی دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت والے پیغمبر سے فرماتا ہے: (وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ) اور تجھ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ ان پہاڑوں کا کیا ہوگا؟ (فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا۝۱۰۵) (طہٰ:105) کہدو: میرا رب ان کو ٹکڑے ٹکڑے اور ذرّات میں تبدیل کریگا، (فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا۝۱۰۶) (طہٰ:106) "ان پہاڑوں کو مکمل طور پر ہموار کردے گا" زمین کی طرح برابر،(لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا۝۱۰۷) (طہٰ:107) ترجمہ: "جس میں نہ تم کجی(اور پستی) دیکھو گے نہ ٹیلا (اور بلندی)"

وہ پہاڑ جو زمین اور زمین والوں کا سہارا ہیں، ایسے پہاڑ کہ جہاں بھی ہوں، (استحکام اور استقرار) (سکون اور آرام) کے عوامل میں سےہیں، انہی پہاڑوں کو چلایا جائے گا، اور اگر ہم ان مناظر کا تصور کرلیں تو یہ بہت اہم اور مؤثر ہوگا۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ۝۴	اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی(۴)

اس دن لوگ اپنے سب سے قیمتی اموال کو جن کا وہ همیشه خیال کرتے تھے چھوڑ دیں گے، اس لیے که ایسی حالت آئی گی که وه اپنے سب سے مهنگی چیزکو بھول جائیں گے۔

عشار: ایسی اونٹنیوں کو کهتے هیں جن کو تربیت اورنگرانی کر کے سدھا یا گیاھو، اور ان کے پیٹ میں بچه ھو ، ایسی اونٹنیاں خاص طور پر اس لیے قابل ذکر قرار پاتی ہیں که عرب کے نزدیک نفیس ترین اور قیمتی ترین مال سمجھا جاتاتھا، یا یه که قیامت کی هیبت کے وجه سے اونٹنیوں کے مالک ان کو یونهی چھوڑدیں گے ۔

عطّلت: یعنی بغیر چرواھے اور نگرانی کے چھوڑ دیئے جائیں گے، اس عظیم خوف وهراس کی وجه سے جس کا یه قیامت کو مشاهده کریں گے ، یه آیت اس بات کی دلیل هے که اونٹوں کو بھی دوسرے جانوروں کی طرح وجود میں لایا جائے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ۪ۙ﴿۵﴾	اور جب وحشی جانور اکٹھے کیےجائیں گے (۵)

یعنی : وحشی جانوروں اورجنگلی درندوں اور چوپایوں کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، اور باھمی قصاص کے لیے جمع کیا جائے گا، پھر دوبارہ انھیں مٹی میں تبدیل کردیا جائے گا، ایک قول کے مطابق : ان کا حشر ان کی موت ھے ۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۪ۙ﴿۶﴾	اور جب دریا آگ کی طرح بھڑکائے جائیں گے(۶)

بھڑکتے ہوئےشعلے کی صورت اور تباہ کن آگ بن جائیں گے، کوئی بعید نہیں که اس سے مراد زمین کے اندر کا پگھلنے والاآتش فشان کے پھٹنے کے وجه سے خطرناک زلزلے ھوں، جیساکه آلوسی جیسے بعض مفسرین کی رائے ہے۔

ابی بن کعب کهتے ھیں که : اس اثنا میں لوگ با زاروں میں ھوں گے سورج کی روشنی اچانک چلی جائے گی، اور لوگ اس حال میں ھوں گے که پهاڑ زمین پر گِرپڑیں گے ، پهر زمین میں ایک بڑی جنبش وحرکت برپاھوگی، اس وقت جنات دهشت زده هوکر انسانوں کی طرف بھاگیں گے، اور انسان جنات کی طرف، اور چوپائے عام جانور ، پرندے اور درندے آپس میں خلط ملط هوجائیں گے ۔

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۪ۙ﴿۷﴾	اور جب روحیں (بدنوں) سے ملادی جائیں گی(۷)

یعنی: مؤمنوں کے نفوس کو حور عین کے ساتھ ملایا جائے گا، کافروں کو شیاطین کے ساتھ ملایاجائے گا، یا روحوں کو جسموں کے ساتھ ملادیاجائے گا ۔

حسن بصری اس کی تفسیرمیں کهتے ھیں: هرایک کو اس کی جماعت کے ساتھ ملادیاجائیگا، یهودی کو یهودی کے ساتھ ، نصاری کو نصاری کے ساتھ ، اور مجوسیوں کو مجوسیوں کے ساتھ، منافقوں کو منافقوں کے ساتھ ، اور اسی طرح مؤمنوں کو مؤمنوں کے ساتھ، پھر هرکسی کو اپنےهم فکر وهم مذهب کے ساتھ لاحق کردیا جائے گا ۔

" نفوس" نَفس کی جمع، جان اور روح ۔

" زوّجت" اپنی اصل کا جوڑا بنایا، اور اپنی اصل یعنی جسم کی طرف لوٹ گیا ۔

اس آیت کا مطلب یه ھے که انسانوں کے مرنے کے بعد جان جسم سے الگ هوگی، اور یه الگ آزاد طریقے سے رھے گی، جبکه جسم مٹی میں تبدیل اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

دوسرے عناصر میں جذب ہوں گے، اور شکلیں اور چہرے جدید ترکیب اختیار کریں گے۔
ربّ غفور کے حکم سے جب دوسرا صور پھونکا جائے گا، تو پھر روحیں جسم میں واپس پلٹ جائیں گی، اور نئی دنیا میں آنکھ کھولیں گی، وہ ایک معجزے کے طور پر ہمیشه زنده رهیں گی ۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾	اور جب اس لڑکی سے جو زنده دفنادی گئی ہو پوچھا جائے گا (۸)

کہ کیوں مارا گیا؟ یہ سوال قاتل کی سرزنش اور اس کے ظلم کو ثابت کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾	که وه کس گناه پر ماری گئی؟ (۹)

جیساکه معلوم هے که عرب کی ایک تعداد زمانه جاهلیت (دامادی کے) عارسے اور فقروتنگدستی کے اندیشه سے اپنی لڑکیوں کو ولادت کے بعد زنده دفن کردیا کرتے تھے، اُن کو بوجھ اور اپنے لیے عار سمجھتے تھے ۔
اس جاهلانه عادت کی وجه سے رب عظیم نے ان کو دھمکی دی (اور ان کی تنبیه کی) لڑکیوں کے قاتل کو کہ جو بغیر کسی گناه کے قتل کئے هیں ان کا مقدمه کیا جائے گا، اور ان زنده درگور کی گئی لڑکیوں سے متعلق پوچھا جائے گا که کس جرم کی وجه سے قتل کی گئی تھیں ؟ ان کو لڑکیوں کا جواب یه هوگا کہ: بغیر کسی گناه کے زنده درگور هوئی هیں ۔
جب یہ جواب هوگا توپھرقاتلوں سے حساب لیا جائے گا، یه آیت اس بات کی دلیل هے که مشرکین کی اولاد کو عذاب نهیں دیا جائے گا، کیونکه عذاب گناه کے بدلے میں هے ، مشرکین کی اولاد جنت میں جائے گی۔

بیٹیوں کی فضیلت:

بیٹیوں کی فضلیت کوئی ڈھکی چھپی نهیں هے ، وهی مائیں، بهنیں، اور بیویاں هیں، آدھا معاشره ان سے تشکیل پاتاهے، اور باقی آدھا ان سے پیدا هوتاهے ، گویا که وه پورا معاشره هیں ۔
ملاحظه کریں "تحفته المولود فی أحکام المولود" ابن القیم (صفحه 16)
بیٹیوں کی فضیلت پردلالت کرنے والے دلائل میں سے ایک یه هے که : الله تعالی نے بیٹی کو والدین کے لیے هبه قراردیاهے، اور اس آیت میں ان کو لڑکوں سے مقدم رکھاهے: : يهَبُ لِمَنْ يشَاء إِنَاثًا وَيهَبُ لِمَن يشَاء الذُّكُورَ (سوره شوري: 49)
یعنی : (الله تعالی جسے چاهے بیٹی عطاکردے اور جسے چاهے بیٹا)۔
اسی طرح رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے، ان کے ساتھ بهلائی اور احسان کرنے کی ترغیب دی هے، جیساکه فرماتے هیں: "مَنِ ابْتُلِي مِنْ هَذِهِ البَنَاتِ بِشَيءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْراً من النَّارِ "(بخاری صفحه:1418) اور (مسلم صفحه 2629) .

(c) ketabton.com: The Digital Library

یعنی : جس شخص کو خدا تعالی بیٹی عطا فرماکر آزمائش میں ڈال دے (اس کا والد اس کی عمدہ اور اچھی تربیت کرے) اور اس کے ساتھ اچھائی کرے، تو وہ بیٹی اپنے والد کے لیے دوزخ کی آگ سے ڈھال ھوگی، (مأخوذ ازکتاب (الایمان بالقضاء والقدر).

بچیوں کو زندہ دفنانے کے بھانے

جیسا که هم نے او پر بیان کیا که : عرب کے دورجاهلیت کی ثقافت میں بیٹے هونے کو باعث عزت اور فخر جبکہ بیٹی کی پیدائش کو باعث عارسمجھاجاتاتھا، الله تعالی فرماتاہے : "وَ إِذا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَ هُوَ كَظيمٌ" (نحل آیت: 58). اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی بشارت دی جاتی تو شدید غصه کی وجه سے ان کے چهرے سیاه هوجاتے، وه غصے سے بھر جاتے .

"يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ؀" (سوره نحل آیه: 59)یعنی : اس بُری بشارت کے ملنے پر وه اپنےلوگوں سے چھپتا پھرتاہے(اور وه نهیں جانتا که) وه اس بیٹی کو ذلت اور پریشانی کے ساتھ رکھے یا (زنده) مٹی کے نیچے گاڑ دے ، جی هاں، یہ لوگ بهت هی بُرا فیصلہ کرتے هیں!

قرآن کریم بیان کرتاهے که : زمانه جاهلیت میں عرب میں سے کسی کو جب خبر ملتی که اس کے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے تو وه غصّے سے سیاه هوجاتا تھا .

اس خبر کی بُرائی اور عمومی سوچ کے دباؤ سے جس کو وه بُرا سمجھتے تھے وه چھپ جاتا، اور اس سوچ میں پڑجاتا که وه اس نوزائده بیٹی کو پالے، اور تمام ذلت وخواری کو برداشت کرے ، یا یہ کہ اس کو زنده دفنادے، ان میں سے اکثر کی سوچ نوزائده بیٹیوں کے متعلق یهی تھی.

مفسرین نے زمانه جاهلیت میں بچیوں کو زنده درگور کرنے کی مندرجه ذیل وجوہات بیان کی ہیں:

1 - لڑکیوں کا معیشت اور پیدا وار میں کوئی کردار نهیں تھا اور وه زندگی کا بوجھ تھیں: وَ لا تَقْتُلُوا أَوْلادَكُمْ مِنْ إِمْلاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ إِياهُمْ...»، (سوره انعام آیت: 151) اور اولاد کو بھوک کے ڈر سے قتل نه کریں؛ هم تمهیں اور انهیں روزی دیتےهیں .

2 - زمانه جاهلیت میں عام طور پر عرب قبائل کےدرمیان جنگیں هوتی تھیں، ان کی فنا وبقاء کا تعین ان جنگوں میں هوتاتھا، اس لیے ان جنگوں کے لیے وه بهادر بیٹے چاهتے تھے، یه کام عورتوں اور لڑکیوں کی استطاعت سے باہرتھا.

(c) ketabton.com: The Digital Library

3 - جنگوں میں لڑکیاں جب دشمن کی قید میں چلی جاتیں تو جنسی تشدد کے بھینٹ چڑھ جایا کرتیں، ان مشکلات سے بچنے کے لیے ان کو زنده دفناتے تھے۔

زمانه جاهلیت کی اصطلاح

زمانه جاهلیت کا جمله اسلام کی اصطلاح اور تصور میں ایسا نام هے جو مقدّس دین اسلام کے ظهورسے قبل عرب کی فکری حالت کو بتاتا هے۔
یه اصطلاح قرآن میں هے، اگرچه اس کی مختلف تفسیریں هوئی هیں، اهل سیر اور محققین اپنی اپنی تحریروں میں لکھتے هیں که اس لفظ کو عرب کے زمانه قبل از اسلام کے لیے اشارے کے طور پر استعمال کیا گیاهے۔
دور جاهلیت میں جزیره نما عرب کے لوگ بت پرست تھے، اور بهت سارے بتوں کی عبادت کرتے تھے، ان کے لیے قربانی کرتے تھے، دین اسلام کے ظهور کے بعد بت پرستی کا رواج مکمل طورپر لپیٹ لیاگیا ۔
دور جاهلیت کی ابتدا اور انتها میں مسلم محققین کے درمیان اختلاف هے، ان میں سے بعض اس کو حضرت نوح اور ادریس کے درمیان کا دورانیه کهتے هیں، اور بعض علماء حضرت موسی اور حضرت عیسی کے درمیان کا دورانیه، اور بعض دوسرے اس کو حضرت عیسی اور محمد صلی الله علیه وسلم کے درمیان کا دورانیه قراردیتے هیں ۔
به هرحال دور جاهلیت کے اس زمانے کے اختتام کا وقت کچھ لوگ محمد صلی الله علیه وسلم کےظهور اور کچھ لوگ فتح مکه کو سمجھتے هیں۔
حوالہ کے لیے دیکھئے (فارسی کے نفوذی راستے جاہلی عرب کی ثقافت اور زبان میں : صفحه 160).
محترم قارئین:
آیات مبارکہ(10 تا 29) قرآن کے نزول کا ثبوت، اور نبوت کا ثبوت کے موضوعات کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠	اور جب (عملوں کے) دفتر کھولے جائیں گے (۱۰)

پھر بعض اپنے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں لیے ہوں گے، اور بعض نے اپنے بائیں هاتھ میں یا پیٹھ پیچھے لیے هوئے هوں گے ۔
"صُحُفٌ" اعمال نامہ
"نُشِرَتْ"نشر کرنا، علماء کے قول کے مطابق: اسے نشر کیا جائے گا(المفتوح)۔
یعنی: انسان کے اعمال کی کتاب انسان کو کھلی شکل میں دی جائے گی، اور ہم اپنے اعمال کو دیکھیں گے، یہیں اعمال نامے تقسیم کئے جائیں گے اور منتشر ہوجائیں گے۔(وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۝ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝١٣) (الاسراء:13) ترجمہ: "اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو

(c) ketabton.com: The Digital Library

(بصورت کتاب) اسکے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ)کتاب اُسے نکال دکھائینگے جسے وہ کُھلا ہوا دیکھےگا(کہا جائیگا)" (اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ۱۴) (الاسراء:14) ترجمہ: "کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے"

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۱۱	اور جب آسمان کا پردہ ہٹادیا جائے گا (۱۱)

یعنی : ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اپنی جگہ سے اکھاڑ دیا جائے گا، جیساکہ گھرکی چھت اور مینڈھے کی کھال اتا ری جاتی ھے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سر پر جو چھت ہے وہ ہٹ جائی گی اور آسمان کا اصلی چہرہ ظاہر ہوجائیگا، یہ زمین و آسمان بدل جائیں گے، (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۴۸) (ابراہیم:48) ترجمہ: "جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی(بدل دئیے جائیں گے) اور سب لوگ خدائے یگانہ و زبردست کے سامنے نکل کھڑے ہونگے۔"
اور یہ کہ آسمان کا چہرہ بدل جائیگا یہ اس تبدیلی کی طرف اشارہ ہے جو سورج کے بے نور ہونے کے بعد رونما ہوگا، ان واضح اور روشن واقعات کے دو اور مسائل سامنے آتے ہیں: ایک جہنم کا مسئلہ اور دوسرا جنت کا۔

وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۱۲	اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑ کائی جائے گی (۱۲)

الله کے دشمنوں کو سخت جلانے کے لیے ، قتادہ کہتے ھیں کہ: جهنم کو الله کا غضب اور انسانوں کے گناہ بھڑ کاتے ھیں۔

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۱۳	اور جب جنت (پرهیزگاروں کے لیے) قریب لائی جائے گی (۱۳)

اور جنت والے کامیاب قرار پائیں گے، اور جہنمیوں کو جہنم کی طرف لیجایا جائے گا، جبکہ جنت کو جنتیوں تک پہنچایا جائے گا جو کہ اہل جنت کی عزت کی علامت ہے۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۱۴	تب هرشخص جان لے گا که وہ کیا لے کر آیا ھے (۱۴)

یعنی : جب مذکورہ بالا امور واقع هوں گے، اس وقت اعمال نامے کھولنے کے ساتھ هر شخص جان لے گا که اس نےخیر اور شرمیں سے کیا تیار کیاہے ؟
حدیث مبارکه میں عدی بن حاتم رضي الله عنه سے روایت ھے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم: "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ، فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ، فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ

(c) ketabton.com: The Digital Library

بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" (متفق عليه) ترجمہ: تم میں سے کوئی نہیں ھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے بهت جلد کلام فرمائے گا، اس طرح کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ھوگا، پھر اپنی دائیں جانب دیکھے گا، تو اپنے وہ اعمال دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجے تھے، اور اپنی بائیں طرف دیکھے گا تو وہ اپنے اعمال کے سواکچھ نہیں دیکھے گا، پھر آگ اس کا استقبال کرے گی، جو آدمی یہ طاقت رکھے کہ وہ آگ سے بچے خواہ وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو تو وہ ایسا کرے، اگر کھجور کے صدقے کی طاقت نہیں رکھتے ہو تو اچھی باتوں سے خود کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ ۔

جب یہ سارے ھولناک واقعات رونماھوجائیں گے تو لوگوں کی شناخت ھوجائے گی، ھرشخص کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ اپنی آخرت کے لیے کیا لایاھے، اور جواچھائی اور بُرائی کی تھی جان لے گا، اس دن سورج کو لپیٹ دیا جائے گا، اور چاند کی روشنی ختم ھوجائے گی، اور دونوں کو آگ میں ڈالاجائے گا۔

جانوروں کا حشر قیامت کے دن:

مفسرین کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھتےھیں کہ: چونکہ حیوانات میں بھی روح ہوتی ہے وہ بھی روز محشر زندہ کئے جائیں گے، اور حساب وکتاب کے لیے پیش ھونگے، پھر دوبارہ وہ ختم ھوجائیں گے، جبکہ جنت اور جہنم انسان اور جنات کے لیے خاص ھیں۔

قرآن کریم میں ھے کہ: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الأَرْضِ وَلاَ طَائِرٍ يطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلاَّ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيءٍ ثُمَّ إِلَي رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ(سوره انعام 38)

ترجمہ: اور زمین میں جو چلنے پھر نے والا (حیوان) یا دوپروں سے اڑنےوالے پرندے ہیں، وہ بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ھیں ، ھم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز کی لکھنے میں کوتاھی نہیں کی، پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے ۔

دوسری جگہ فرمایا: وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَابَّةٍ وَهُوَ عَلَي جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ (سوره شوري 29) ترجمہ: اور اسی کی نشانیوں میں سے ھے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور ان جانوروں کا جو اس نے ان میں پھیلا رکھے ھیں ، اور وہ جب چاھے ان کے جمع کر لینے پر قادر ھے ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیه ان دونوں آیات سے استدلال کرتے ھوئے فرماتےھیں: سب کا حشر ھوگا جیسا کہ کتا وسنت اس پر دلالت کرتے ھیں. (مجموع الفتاوی : ج- 248/4)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور جیسا که صحیح حدیث میں هےکه : (إِنَّ اللهَ لَيَقْتَصَّ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنْ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ) (مسلم 2582) ترجمہ: الله تعالٰی بغیر سینگ کے بکری کا قصاص سینگ والی بکری سے لے گا، یه بهی حشرمیں حیوانات کے زنده هونے کی دلیل هے .
امام نووی مذکوره حدیث کی روشنی میں بتاتے هیں کہ: یه حدیث قیامت کو حیوانات کے زنده کیےجانے پر صریح دلیل هے، اور ان کا پلٹنا انسانوں کی پلٹنے کی طرح هے، جیساکه رب تعالی نے فرمایاهے: (وَإِذَا الْوُحُوش حُشِرَتْ)
ترجمہ: اس دن کی قسم جس دن حیوانات کو جمع کیا جائےگا .
علماء کهتے هیں که : سزا اور عذاب ان کے پلٹنے اور حشر کے لیے شرط نهیں هے، اور مذکوره بالا حدیث میں قصاص سے مراد قصاص تکلیف نهیں هے، بلکه قصاص یهاں مقابله بالمثل هے .

فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥	هم کو ان ستاروں کی قسم جو پیچھے هٹ جاتے هیں (۱۵)

فَلَا أُقْسِمُ : اس کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں : (واقعه/75، حاقّه/38، معارج/40، قیامه/1 و2) .
(الْخُنَّسِ) خانس کی جمع هے ، واپس لوٹنے والے، پیچھے رهنے الے، اس سے مراد تمام ستارے
هیں، جو سورج نکلتے هی هم انسانوں کی نظروں سے خود کو پیچھے هٹاتے اور اپنے ٹهکانوں کی طرف
سرکتے ہوئے دکھائی دیتے هیں .

قسم کے دلائل:

1 - اہل عرب اپنی گفتگو میں زیادہ قسمیں کھاتے ہیں، اور قرآن کریم بھی عربی زبان میں ہے۔
2 - کافروں سے بات کرتے وقت الله تعالیٰ تاکید کے لیے زیادہ قسمیں کھاتا ہے تاکہ وہ ایمان لے آئیں۔
3 - کلام کی تاکید کے لیے۔

صرف الله کی قسم کھانی چاہئیے، انسان کو غیرالله کی قسم نہیں کھانی چاہئیے، لیکن الله تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات پر قسم کھاسکتا ہے، الله تعالیٰ نے اپنی قسم کی تاکید بنانے کے لیے: "فَلَا أُقْسِمُ"کی اصطلاح استعمال کی ہے، اس کی دلیل سورۃ ا لواقعۃ کی یہ دو آیت ہیں: "فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝٧٥ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝٧٦ " ترجمہ: "ہمیں تاروں کی منزلوں کی قسم ۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے"

الْجَــوَارِ الْكُنَّسِ ۝١٦	(اور) جوسیرکرتے اور غائب هوجاتے هیں (۱۶)

(c) ketabton.com: The Digital Library

مفسر قرطبی کہتے ہیں: وہ ستارے جو دن کو چھپ جاتے ہیں اور رات کو ظاہر ہوجاتے ہیں، اور غروب کے وقت آنکھوں سے اوجھل ہوجاتے ہیں، جس طرح ہرن غار میں چھپ جاتا ہے(یہ قول حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ اور مجاہدؒاور حسنؒ کاہے) تفسیر طبری میں یہی مذکور ہے

" الْجَوَارِ" جمع جاریہ، جانے والے، سیارے، قرآنی رسم الخط میں

"یاء"تخفیف کے لیے حذف ہوا ہے۔

" الْكُنَّسِ"کانِس کی جمع:چھپنے والے۔

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۙ‏﴿۱۷﴾	اور رات کی قسم جب ختم ہونے لگتی هے (۱۷)

(قسم هے رات کی جب وہ پلٹے)یہ بھی کھاگیاھے که :"عَسْعَس" کا معنی پیچھے هٹنے کا هے .

مفسر ین لکھتے هیں که "عَسعَس اللیل" متضاد الفاظ میں سے هے، اور ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے هیں که : واپس هونے کا مفهوم یهاں زیاده مناسب هے۔

جیساکہ مفسرین لکھتے ہیں: "عَسعَس اللیل" پیچھے جانے اور آگے آنے کے معنی میں ہے، رات کی ابتداء اور انتہاء، جب دن لمبے ہوتے ہیں تو رات دیر سے آتی ہے اور جلدی ختم ہوجاتی ہے، یعنی راتیں چھوٹی ہوجاتی ہے۔

"عَسْعَسَ" کی تعبیر:یعنی وہ شخص جو رات کی تاریکی میں داخل ہوا اور اندھیرے کے خاتمے تک اس میں رہا، اور روشنی اور صبح میں داخل ہونے والا تھا ، (وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ) کی تعبیر رات کی اس حالت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو رات کے ختم ہونے اور انتہاکی دلیل ہے۔

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ‏﴿۱۸﴾	اور صبح کی قسم جب نمودار هوتی هے (۱۸)

(اور صبح کی قسم جب اس کی علامات نمودار هوجائیں) اور اس کی روشنی آهسته آهسته رات کی تاریکی کو چیردے، یهاں تک که وه روشنی مکمل هوجائے اور سورج طلوع هوجائے، یه وه عظیم نشانیاں هیں که خدا تعالی نے قرآن کی عظمت ،مقام اور هر شیطان مردود سے محفوظ هونے کی ان پر قسم کهائی هے۔

"تنفَّس" سانس لیا، (چمکنے لگا) ظاهرهونے لگا، گویا کہ صبح کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اداسی کے دباؤ سے آزاد هوکر راحت کا سانس لیتاھے ، اس سے مراد روشن هونا هے، (ملاحظه کیجئے سورة مدّثر : 34) .

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍۙ‏﴿۱۹﴾	که بیشک یه (قرآن) فرشته عالی مقام کی زبان کا پیغام هے (۱۹)

اور وه جبرئیل علیه السلام هے، جس نے قرآن کریم کو رب کے پاس سے اُتارا، جیساکه رب تعالی فرماتے هیں:

(c) ketabton.com: The Digital Library

ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍۙ۲۰	جو صاحبِ قوت مالکِ عرض کی ھاں اونچے درجے والا (۲۰)

"ذِي قُوَّةٍ"اس کے پاس زبردست طاقت ہے، "قُوَّةٍ"قدرت اور طاقت کے معنی میں ہے، اور اس قابلیت اور صلاحیت کو کہا جاتا ہےجو کسی آدمی میں کسی کام کو انجام دینے کے لیے موجود ہوتی ہے، اور تمام مخلوقات میں یہ صلاحیت موجود ہے۔

جبریلؑ کی صفات:

1 - رسول: رب کی طرف سے بھیجا ہوا۔
2 - کریم : عظیم مرتبہ والا، معزز۔
3 - ذِي قُوَّةٍ :مضبوط اور طاقتور، اور چھ سو پر والا، قوم لوط کو ایک پر سے آسمان تک اُٹھا کر زمین پہ پٹخ دیا تھا "أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ"(بخاری: 3232 و 4856 و 4857 و مسلم: 174) ترجمہ: "پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ کو دیکھا (اصلی صورت میں) کہ اس کے چھ سو پر ہیں۔"
4 - مکین: اللہ کے نزدیک مقام و مرتبہ کا مالک، بڑا باوقار ،مُطَاع: رئیس ہیں: اور دوسرے فرشتے اس کی اطاعت کرتے ہیں، جس کی فرمانبرداری کی گئی، وہ فرشتہ کریم ہے، اور اس کی بات بھی کریم و شریف ہے، اور اپنے فرائض کو انجام دینے میں طاقتور اور مضبوط ہے، اور اس پیغام کو مضبوطی سے پہنچاتا ہے، اور عرش والے اللہ کے ہاں عظیم مقام و مرتبہ والا ہے، ایسا مضبوط اور طاقتور ہے کہ کوئی انس اور جن اس سے وحی چھیننے اور اس میں کمی اوراضافے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔

مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ۲۱	سردار (اور) امانت دار ھے (۲۱)

"مُطَاعٍ" اس کا حکم ماناجاتاھے، اس کی فرمانبرداری کی جاتی ھے، "ثَمَّ" وھاں، اس سے عالم بالا اور ملکوت اعلی مراد ھے کہ اس کو صرف اللہ تعالی ھی جانتاھے۔

ملاء اعلی میں جبرئیل کی اطاعت کی جاتی ھے، اس لیے کہ وہ مقرّب فرشتوں میں سے ھے، اس لیے اس کی فرمانبرداری کی جاتی ھے، اور وہ امانت دار بھی ھے، جو حکم اس کو دیا جاتاھے، بغیر کمی بیشی کے اور مقررہ حد سے نکلے بغیر اس کو انجام دیتاھے، یہ سب خدا کے نزدیک قرآن کی عظمت وشرافت کی دلیل ہے، خدا تعالی نے قرآن کریم اس عظیم فرشتے کے ذریعے بھیجاھے جو ایسی کامل صفات سے متصف ھے ، اور یہ دستور ھے کہ باد شاہ اس شخص کے ذریعے اہم پیغام بھیجتاہے جو بادشاہ کے نزد یک لوگوں میں سب سے محترم ، مقرب اور قابل ہوتاہے، جب حامل قرآن فرشتے کی عظمت

(c) ketabton.com: The Digital Library

بیان کی تو اب جس انسان پر قرآن کریم اتارا گیاهے، اور اس پر لوگوں کو دعوت دینے کی ذمہ داری ڈالی ہے اس کی فضیلت بیان کرتے هوئے فرماتے هیں:

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ۝۲۲	اور (مکّے والو) تمهارے رفیق (یعنی محمّد) دیوانے نهیں هیں (۲۲)

اور اس کو اچھی طرح پهچانتے هو، اور اس کی عقل وفراست، شخصیت اور عظمت کا اعتراف کرتے هو، محمد صلی الله علیه وسلم دیوانه نهیں هے، جیسا که ا ن کی رسالت کو جھٹلانے والے دشمن کهتے هیں اور ان پر تهمت لگاکر چاهتے هیں که ان کے لائے هوئے قرآن کی طرف دی جانے والی دعوت کوخاموش کردیں، بلکه محمد صلی الله علیه وسلم تمام لوگوں سے زیاده عاقل اور سچاهے۔

"صَاحِبُ" (دوست اور ساتھی) مُصَاحب ومُعاشر، صاحب کی تعبیر، اس بات کی طرف اشاره هے که وه سالوں قریش کے درمیان زندگی گذار رہے تھے، اور وه اسے امین کهتے تھے، جب تک ان پر وحی نهیں آئی تھی، وه لوگ اسے عقلمند، هوشیار، فرزانه سمجھتے تھے، لیکن اس کے بعد اس کو دیوانه کهنے لگے۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ۝۲۳	اور محمد صلی الله علیه وسلم نےجبرئیل علیه السلام کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھاهے (۲۳)

محمد صلی الله علیه وسلم نےبلا شبه یقینی طور پر جبرئیل علیه السّلام کا (عالم بالا ، سدرة المنتهی میں فرشتے کی صورت میں مشاهده فرمایا) "رأي محمد صلي الله عليه وسلم جبريل علي صورته التي خلق عليها" ترجمه: نبی صلی الله علیه وسلم نے جرئیل کو اس شکل وصورت میں دیکھا جس صورت میں الله تعالی نے اس کی تخلیق فرمائی تھی. (تفسیر جلالین).

یه بات قابل ذکر هے که جبرئیل علیه السّلام وحی کے موقع پر نبی صلی الله علیه وسلم کےپاس آتے تھے، کیونکه روایات میں ایسے کافی واقعات مذکورهیں که آپ علیه السلام فلاں کام میں مشغول تھے که جبرئیل علیه السّلام تشریف لائے، اس سے معلوم هوتاهے که جبرئیل همیشه آپ کے ساتھ نهیں تھے، اگر جبرئیل همیشه آپ کے ساتھ هوتے تو پھر نزول معنی نهیں رکھتا، اس لیے که نزول کا معنی هے بلند سے نیچے کی طرف آنا، اترنا اور اگر وه همیشہ پیغمبر علیه السلام کے ساتھ هو تے تو پھر نزول کا کوئی معنی نهیں .

جبرئیل کا ساتھ هونا یا نه هونا آپ علیه السّلام کے بشرهونے پر اثر انداز نهیں هوتا، جبرئیل علیه السّلام کا کام صرف رسول الله صلی الله علیه وسلم پر وحی نازل کرناتھا ، جبرئیل کے ساتھ هونے اور رسول الله صلی الله علیه وسلم کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرشته هونے میں کوئی تلازم نہیں هے (یعنی جبرئیل کے ساتھ هونے سے رسول کا فرشته بننا یا فرشته کی صورت اختیار کرنا لازم نہیں هے جیسا که بعض مفسرین کا خیال هے۔

وَمَا هُوَ عَلَي الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۲۴ۚ	اور وه پوشیده باتوں (کے ظاهر کرنے) میں بخیل نہیں (۲۴)

وه (محمد امین هے آسمانی وحی کے مطالب تم سے نہیں چھپاتا، اور نه اس کے اعلان کرنے میں هچکچاتاهے) آپ صلی الله علیہ وسلم لوگوں کو غیب کی باتیں بتانے میں هرگزبخل نہیں کرتے)

"الغیب" سے مراد وحی، یعنی : هروه چیز جو قیامت ، الله کی ذات وصفات، اور جنت و دوزخ ، فرشتے وغیره کے بارے میں خدا کی طرف سے رسول کو پهنچایا گیاهو ۔

"ضنین" بخیل، تنگ نظر، اس آیت کا مقصد اصلی یه هے که پیغمبر اسلام صلی الله علیه وسلم دین کے امور کی تبلیغ میں ذرا بهی کوتاهی نہیں کرتے، جو کچھ وه جانتےهیں آپ لوگوں کو سکهاتےهیں، وه کاهنوں اور جادوگروں کی طرح نہیں که اپنی سیکهی هوئی چیز دوسروں کو نه بتائے ۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ۲۵ۙ	اور وه (قرآن) شیطان مردود کا کلام نہیں هے (۲۵)

غافل لوگ کدهرجارهے هو؟

گذشته آیات میں یه بات واضح هوگئی تهی که : قرآن کریم الله تعالی کا کلام هے، کیونکه اس کے موضوع اور طرزبیان سے معلوم هوتاهے، جسے خدانے پوری طاقت اور بهروسے کے ساتھ اس نبی پرنازل کیا جو عقل میں سب سے زیاده معتدل هے، یهاں اس عظیم کلام کی پیروی نه کرنے پر مخالفین کو سرزنش کرتے هوئے توبیخی سوال پوچھا گیاہے:

فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ۲۶ؕ	پهر تم کدهر جارهے هو (۲۶)

محمدصلی الله علیه وسلم نے آپ لوگوں کے سامنے حق اور سچ پیش کرکے حجت تمام کردی ہے،اب اس کے علاوه جس جگه اور جس راستے پر چلو گے گمراهی اور الجهنیں هوں گی۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۲۷ۙ	یه تو جهان کے لوگوں کے لئے نصیحت هے (۲۷)

اس مناسبت سے سب کو نصیحت کرتاهے، خبردار کرتاهے، تاکه غفلت کی نیند سے جاگ جائیں، کیونکه راهنمائی اور تربیت کے لیے صرف بهاگ دوڑ اور سرگرمی هی کافی نہیں هے، بلکه قابلیت کا هونا بهی شرط هے، ایک آیت میں فرماتے هیں: قرآن کریم بیداری کا ذریعه هے تم میں سے اس شخص کے لیے جو صراط مستقیم چاهتاهو :

(c) ketabton.com: The Digital Library

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ۝۲۸	(یعنی) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاھے (۲۸)

گذشتہ آیت الله تعالی کی هدایت کا فیض بیان کرتی هے، اور یه آیت اس فیض سے مستفید هو نے کی شرط بیان کررہی ہے ، دنیا کی تمام نعمتیں ایسی هیں که ان کا فیض عام هے، لیکن ان سےفائده اٹها نا مشروط هے انسان کے اراده اور عزم کے ساتھ۔

آیت کا سبب نزول :

ابن جریر اور ابن ابی حاتم سلیمان بن موسی سے روایت کرتے هیں که : اس آیت کے نزول کے بعد ابوجهل نے کهاتها: هم کو احتیار دیا گیاهے، اگرچاهیں تو استقامت رکهیں نه چاهیں تو نه رکهیں، اس پر الله تعالی نے آیت نازل فرمائی: "تم نهیں چاه سکتے هو مگر وهی جو خدائے رب العالمین چاهے" اس آیت کے سبب نزول میں غور وفکر کے بعد ایک أهم نکته معلوم هوتاهے که مشیت بشری مشیت الهی پر موقوف هے، البته یه انسان کی مجبوری کی معنی میں نهیں هے، کیونکه الله تعالی اپنے ازلی علم کے ساتھ پهلے جانتا هے، پهر چاهتاهے، اورپهر اپنی قدرت کا اس امر کے ساتھ اظهار فرماتاہے، اس لیے اس کاعلم کشف کرتا هے اجبارنہیں، یعنی ربّ تعالٰی اپنے علم ازلی کے ساتھ جانتاهے که مثلاً زید اپنی زندگی میں کیاکیا کام انجام دے گا، پهر اس کے کاموں کے هونے کو چاهٰا، اس کے بعد اپنی قدرت کامله سے ان کاموں کو بوقت واقع ظاهر فرمایا۔

قضا و قدر:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۝۲۹	اور تم کچھ بهی نهیں چاه سکتے مگر وهی جو خدائے رب العالمین چاهے (۲۹)

مفسرین فرماتے هیں: یه مسئله قضا وقدر سے مرتبط هے، اس لیے قضا وقدر کے بارے میں گهری سمجھ هونی چاهیئے تا که اس آیت کا مفهوم واضح طورپر سمجھ میں آجائے، قضا وقدر کا مسئله بهت وسیع هے، اورمسئلے کو سمجهنے کی ضرورت هے ، اورهماری رائے تو یہ هے که ایسے مسائل میں نه اُلجهاجائے، کیونکه علماء نے ایسے مسائل پربحث کر نے سے منع فرمایا هے، اور کبهی ایسے سوالات ان کے سامنے آئیں گے، جن کا جواب دینا مشکل هو گا، لیکن اگر چاهیں تو بعض اشارات قضا وقدر کے مسئلے پر کرسکتے هیں، سب سے پہلے قضا وقدر کے چها رمراتب کو اور ان چهار مراتب کے باهم ربط کو سمجهنا چاهیئے .

1 - سب پهلے یه که الله تعالی هر اس چیزکی تحقیق کو جو هوچکی هے، یا آینده وقوع پذیر هوگی جانتاهے۔

2 - رب تعالٰی نے هرچیزکی تقدیر کو لوح محفوظ میں لکھ رکها هے .

(c) ketabton.com: The Digital Library

3 - خدا تعالی کے نہ تبدیل ہونے والے ارادے پر ایمان اور وہ یہ ھے کہ جو کچھ وہ چاھتاھے وہ ھوجاتاھے، اور جو نہ چاھے وہ نھیں ہو گا۔
4 - تخلیق کرنا اور پیدا فرمانا یہ پروردگار کی طرف سے ھے، اور جو کچھ وہ چاھے گا اس کی تخلیق فرمائے گا، اور جو نھیں چاھے گا نھیں فرمائے گا۔

لیکن شاید بعض لوگوں کے لیے یہ بات سمجھنا مشکل ہو کہ ایک طرف اللہ تعالی انسان کے آئندہ کے اعمال سے باخبر ھے ، اور دوسری طرف انسان کوصاحب ارادہ بنایا، اسی طرح اللہ یہ بھی جانتاھے کہ کل لوگ کیا عمل کریں گے، اور ان اعمال کو روز اول سے لوح محفوظ میں لکھ رکھاھے ، اور اسی کانام تقدیر رکھاھے، مثال کے طور پر دوبھائی ھیں اللہ تعالی روز اول سے جانتاھے کہ ان میں سے ایک اپنے ارادے سے شرک اور کفر کو ترجیح دے گا، حالانکہ اسلام کی طرف اس کی راھنمائی کردی گئی ھے ، اور اس کے لیے اسلام کو آسان بنادیا گیاھے، مگروہ شخص اپنے اختیار کی بناپر اس کو نھیں اپنا تا تو اسی لیے اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں اس بندے کی راہ کو شرکی راہ کھاھے، اگرچہ وہ راہ بندے نے اپنے اختیار سے چنی ھے۔
جبکہ دوسرا بھائی اپنے اختیار سے حق کو تسلیم کرلیتاھے، اور اسلام کی راہ اپنا لیتاھے ، چونکہ اللہ تعالی ازل سے اس کےعمل کو جانتاتھا ، چنانچہ لوح محفوظ میں لکھا تھا کہ یہ بھائی راہ سعادت پرگامزن ھوگا، اسی وجہ سے انسان کو صاحب ارادہ واختیار بناگیاھے کہ وہ خیر یا شرکو خود منتخب کرے ، چنانچہ فرماتاھے: إِنَّا هَدَيْنَاهُ السبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُوْرًا) (سورہ انسان 3)
یعنی: (ھم نے اسے راستہ دکھا دیا (اب) خواہ وہ شکر گزارھو خواہ ناشکرا).
(وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيؤْمِن ومَنْ شَاءَ فَلْيكْفُرْ) (سورہ کھف 29)
(اور کھدو کہ (لوگو) یہ قرآن تمھارے پروردگار کی طرف سے برحق ھے جوچاھے ایمان لائے اور جو چاھے کافر رھے)۔
اب اگر مذکورہ آیت کی طرف لوٹتے ھیں؛ تو ھمیں معلوم ہو گا کہ مذکورہ بالا وضاحتوں کے مطابق انسانوں کے ارادے تب کار آمد ھوں گے جب ان پر اللہ تعالی کا اذن ہو اجازت ہو، یعنی انسانوں کو اختیارھے کہ قصد کرلیں ، ارادہ کرلیں اور اپنا پسندیدہ عمل انجام دے دیں ۔
اپنے عزم پر قدم اٹھانےکے بعد اپنے فیصلہ پر عمل در آمدکرتے ھیں، لیکن اس درمیان میں اب بھی اللہ تعالی کا ارادہ حاکم ھے، اگر اللہ تعالی ارادہ فرمائے گا تو تب انسانی ارادہ جو اس نےاپنی مرضی سے کیا ھے عملی انجام کو پھنچے گا ۔

یعنی : صرف انسانوں کے ارادے کسی عمل کو انجام دینے کے قابل نھیں، بلکہ اللہ تعالی کا اذن انسان کے ارادے کے لیےشرط ھے:

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرض کریں کہ ایک شخص کسی سفر پر جانے کا ارادہ رکھتاھے، اس لیے وہ اپنے آپ کو تیار کرلیتاھے، اورسفر کی ضروریات کا بھی بند وبست کرتاھے، اس حالت میں اگررب تعالیٰ نے اس آدمی کے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کرلیا تو اس صورت میں وہ شخص سفر پر جاسکتاھے، اگر رب تعالی نے اپنی حکمت کے مطابق ایسا ارادہ نھیں فرمایا تو وہ شخص جتنا بھی ارادہ کرے اگرچہ سفرکی ابتدائی ضروریات بھی تیار کرے، لیکن وہ سفرپر نہیں جا سکے گا۔

اس موقع پرکھاجاتاھے که الله تعالی نےایسا ارادہ فرمایاکه سفر کا ارادہ کرنے والا شخص اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہناسکے۔

مختصر یه هے که کسی بھی عمل کو انجام دینے کے لیے انسان کے لیے دوشرطیں لازمی ھیں:

1 - سب سے پھلے انسان کسی عمل کو انجام دینے کا ارادہ اپنی مرضی سے کرتاھے ۔

2 - اس کے بعد الله تعالی چاھے گا تو انسان کی طرف سے کیاگیا ارادہ انجام پائے گا ۔

اس لیے اگر کوئی شخص کسی کام کےکرنے کا ارادہ نہ کرےتو وہ کام انجام نھیں پائے گا،اور اگر کسی کام کے انجام دینے کا ارادہ کربھی لے جب تک الله تعالی نه چاھے تو وہ کام عملی صورت اختیار نھیں کرے گا۔

اس وجه سے اهلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے که انسا ن کے اعمال کا خالق الله تعالی هے، اور جو فعل هم انجام دیتے هیں وہ هماری کمائی هے، لیکن اس کا خالق رب تعالیٰ هے، هم ارادہ کرتے هیں اور مقصد تک پهنچنے کے اسباب کا بند وبست کرتے هیں، لیکن کام کے نتیجه کا تعلق الله تعالی کے ارادہ کے ساتھ هے۔

جیسے ایک شخص کسی عمارت سے خود کو گراکر خود کشی کرنا چاھتاھے، لیکن بعد میں همیں معلوم هوتاہے که وہ اب بھی زندہ هے مرا نهیں هے، یا ایک شخص زھرکھالیتاھے ، لیکن وہ زندہ بچ جاتاھے، یه اس بات کی دلیل هے که رب تعالی نے ارادہ نهیں فرمایا تھا که اس شخص کی خود کشی کا ارادہ عملی صورت اختیار کرے، اور اس شخص کا ارادہ الله تعالی کا اذن حاصل نهیں کرسکا ۔

اس مسئله میں غور وخوض کے بعد ایک انتهائی اهم نکتہ پر پهنچتے هیں :اور وہ یه هے که بشرکی مشیت اور ارادہ موقوف هے الله تعالی کی مشیت پر، البته یه انسان کو مجبور کرنے کے معنی میں نهیں هے، کیونکه الله تعالیٰ ازلی علم کے ساتھ جانتاھے، پھر ارادہ کرتاھے اور اپنی قدرت کا اظهار فرماتاھے، الله تعالیٰ اپنے اس علم کا کشف کرنے والاھے، مجبور کرنے والا نہیں، پس جاننا

(c) ketabton.com: The Digital Library

چاهئیے که الله تعالی کا یہ معمول هے که جو اراده انسان کرتاهے الله تعالی بهی اس پر (اذن) اجازت عنایت فرماتاهے، مگر یه که اس کی حکمت کے مقتضا کے خلاف نہ هو، اور یہ اس لیے تاکه انسان اپنا اختیار بهرپور طریقے سے استعمال کرسکے، اور اپنی مرضی سے انجام دینے والے عمل کے لیے جواب ده هو۔

مثلاً رب تعالی اپنے ازلی علم کے ساتھ جانتاتها که احمد اپنی زندگی میں کیا کیا کام انجام دے گا، پهر اس کے کاموں کے هونے کا اراده فرمایا، اور پهر اپنی قدرت کامله سے ایک موقع پر ان کو ظاهرکیا، اس کی مشیت اور چاهت نافذالعمل هے، ممکن ہے کوئی چیز اس کی چاهت کے مخالف هو، یه آیت اور اسی طرح کی دوسری آیتیں دوفرقوں قدریه اور جبریه پر ردهیں جوکه رب کی چاهت کی نفی کرتے هیں ۔

(وَمَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ) (29).

خدا تعالی نے "الْخُنَّسِ " کی قسم کهائی هے، یه وه ستارے هیں جو معمول کی گردش سے مشرق کی طرف واپس چلے جاتے هیں، یه سات متحرک ستارے هیں، جیسے : سورج ، چاند ، زهره، مشتری ، مریخ، زحل، عطارد، یه سات ستارے دوقسم کی حرکت کرتے هیں:

1 - ان کی ایک حرکت مغرب کی طرف هے تمام ستاروں اور افلاک کے ساتھ ۔

2 - اور دوسری مشرق کی سمت سے الٹی حرکت جو که صرف یه سات ستارے کرتے هیں ، تو الله تعالٰی نے ان کے واپس پلٹنے کی صورت اور حرکت کی حالت پر اور چهپ جانے پر قسم کهائی هے، البتہ یه بهی ممکن هے که" لْخُنَّسِ" سےمراد تمام ستارے اور سیارے وغیره هوں ۔

جبرئیل امین قرآن اور دیگر آسمانی کتابوں کے حامل

دین ابراهیمی میں جبرئیل علیه السلام ان چار مقرب فرشتوں میں سے هے جو الله تعالی اور پیغمبروں کے درمیان رابط کی حیثیت رکهتاهے، یهودیت اور مسیحیت اور دین اسلام میں جبرئیل کےکردار کےبارے میں بهت بحث هوئی هے، انسانوں میں سے نبی علیه السلام کے علاوه کوئی بهی فرشتوں کو اور خاص طور پر جبرئیل علیه السلام کو اس کی اصلی صورت میں نہیں دیکھ سکاہے، اس لیے که الله تعالی نےانهیں یه قدرت اور صلاحیت نهیں دی هے، جبکہ رسول الله صلی الله علیه وسلم نے دومرتبه جبرئیل کو اس کی اصلی شکل وصورت میں دیکهاهے۔

پهلی بار : بعثت کے تین سال بعد، صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی الله عنه سے روایت هے که جناب پیغمبرصلی الله علیه وسلم نے فرمایا: ایک دن چلتے هوئے ایک آواز کانوں سے ٹکرائی، سراُٹها یا تو دیکها که وهی فرشته هے جو غار حرا میں میرے پاس آیاتها، زمین وآسمان کے درمیان ایک کرسی

(c) ketabton.com: The Digital Library

پر بیٹھا ہواتھا، اس منظرکو دیکھ کر میں خوف زدہ ہوگیا، اور میں گھر واپس لوٹا اور کہا: میرے او پر کوئی چادر یا رضائی ڈال دو، (بخاری : ج- 27/1 نمر: 4).

دوسری بار: جب جبرئیل رسول الله صلی الله علیه وسلم کومعراج کی رات آسمانوں کی طرف لے گیا، "سوره نجم" میں دونوں مرحلوں کی طرف اشاره ہوا هے: عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوَي * ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوَي * وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَي * ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّي *فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَي * فَأَوْحَي إِلَي عَبْدِهِ مَا أَوْحَي * مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَي *أَفَتُمَارُونَهُ عَلَي مَا يَرَيٰ * وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَي * عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَي * عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَيٰ * إِذْ يغْشَي السِّدْرَةَ مَا يَغْشَي * مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَي (نجم: 5-17.)

ترجمه: ان کو نہایت قوّت والے نے سکھایا ، (وه جو پخته حکمت اور پاکیزه خیالات رکھتاهے)، (یعنی جبرائیل) طاقتورنے پھر وه (اپنی فرشتے والی شکل میں جو اپنے پروں کے ساتھ آسمان کے کناروں کو بھردیاتھا) سیدھا آکھڑا ہوا، اور وه(آسمان کے) اونچے کنارےمیں تھا ، پھر جبرائیل قریب ہوئے اور آگے بڑھے، یہاں تک که اس کا فاصله اور محمد صلی الله علیه وسلم کا فاصله دوکمان جتنا یا اس سے کم ره گیا، پھر جبرئیل نے الله کے بندے محمد صلی الله علیه وسلم کو وحی پہنچائی، جو وحی پہنچانی تھی، محمد صلی الله علیه وسلم کا دل نہیں جھٹلایا جس کو اس نے آنکھوں سے دیکھا تھا، کیا تم اس کے ساتھ اس چیزکے بارے میں جھگڑتے ہو جو اس نے دیکھا هے ، اس نے تو دوسری بار (معراج کی رات) اس کو دیکھاہے، بیری کے درخت کے پاس ، وه جنت جوکه پرهیزگاروں کی منزل اور ٹھکانه هے اس کے پهلو میں هے، اس وقت ایسی چیزیں تهیں جس نے بیری کوگھیرلیاتھا، محمد کی آنکھیں دائیں بائیں دیکھنے میں غلط نہیں هوئیں، اور نه نگاه تیڑھی ہوئی اور نه هی سرکشی کی.

عظمت والے رب نے قرآن میں جبرئیل امین کی عظیم صفتوں کے ساتھ تعریف کی هے: جیساکه فرمایا: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝١٦ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝١٧ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝١٨ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝١٩ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝٢٠ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝٢١. (سوره التکویر 15 – 21)

ترجمه: هم کو ان ستارون کی قسم جو پیچھے هٹ جاتے هیں، اور جو چلتے چلتے غائب هوجاتے هیں، اور رات کی قسم جب ختم هونے لگتی هے، اور صبح کی قسم جب نمودار هوتی هے، که بیشک یه (قرآن) فرشته عالی مقام کی زبان کا پیغام هے، جو صاحب قوت مالکِ عرش کے هاں اونچے درجے والا ، سردار (اور) امانت دار هے.

صفت اوّل: پهلی صفت جبرئیل کی اس کا طاقتور هوناهے، جیساکه رب تعالی قرآن عظیم الشأن میں فرماتے هیں: (ذی قوة عند ذی العرش) (سوره التکویر20).

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور ایسی طاقتوں والا ہے کہ قرآن کریم اور جو کچھ اسے دیاگیا اسے اٹھا نے کی قدرت رکھتاھے ، اور وہ عرش والے کے نزدیک مقام اور مرتبہ والا ھے۔ " ذی العرش" صاحب عرش رب تعالی ھے۔ "ذی قوّۃ" طاقتور اور مظبوط فرشتہ۔

دوسری صفت : "مکین" مرتبہ ، عرش والے رب کے پاس مقام ومرتبہ والاھے، یعنی ایسی عزت اورمقام رکھتاھے، کہ کوئی دوسرا اس مقام تک نھیں پھنچ سکتا ۔

تیسری صفت: "طاعت" (مطاع) فرشتوں کے درمیان حاکم ھے، تمام فرشتے الله کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کرتے ھیں ۔

چوتھی صفت: (أمین) أمانت ، قرآن کریم کے لینے اور اس کے پھنچانے میں اور جو کچھ اسے حکم دیا جائے وہ ان میں امین ھے ، یعنی وحی پر امین ھے، اس میں کوئی کمی بیشی نھیں کرتا، بلکہ اسے جیسا کہ رب تعالی نے نازل فرمایاھے ویسے ہی پھنچاتاھے ۔

محمد صلی الله علیه وسلم نے جبرئیل کو دیکھا: رب تعالٰی فرماتا ھے : وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ۝۲۲. (سورہ التکویر 22).

تمھارے دوست اور ساتھی جو تمھارے درمیان بڑا ھوا ھے، اور اس کو پھچانتے بھی ھو اوراس کی تعریف بھی کرچکے ھو، رسول اکر م صلی الله علیه وسلم دیوانه نھیں ھے، اور اے لوگو! (تمھارا دوست) دیوانه نھیں ھے، جیساکه تم لوگ سوچ رھے ہو : (وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ) (سورہ التکویر 23). ترجمه: بیشک آپ صلی الله علیہ وسلم نے اس (فرشتے) کو (آسمان کے کھلے یعنی) مشرقی کنارے پر دیکھا ھے

دیگر فرشتے:

1 - میکائیل آسمان سے بارش برسانے پر مأمور ھے، کہ رب تعالی نے اسےحکم دیا ھے ۔

2 - اسرافیل جو کہ صور پھونکنے پر مقرر ھے ، جب رب تعالٰی چاھے گا لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا، اور جسم قبروں سے نکلیں گے، اور مکمل ھوجائیں گے، اور روح کے علاوہ کچھ بھی باقی نھیں بچے گا، اس وقت اسرافیل الله تعالٰی کے حکم فرمانے سے صور پھونکیں گے، اور ارواح ان اجساد میں داخل ھوجائیں گی، جو قبروں سے نکلے تھے اور اٹھے تھے، پھر جس جگہ پر رب نے جانے کا حکم دیا ھے لے جایا جائے گا ۔

3 - ایسے فرشتے جو ماں کے پیٹ میں موجود نطفے پر مامور ھیں : جیساکه عبد الله بن مسعودؓ سے روایت ھے : (حدثنا رسول الله و هو الصادق المصدوق : إنَّ أحدکم یجمع خلقه فی بطن أمه أربعین یوماً نطفة ثم یکون علقة مثل ذلك ثم

(c) ketabton.com: The Digital Library

يكون مضغة مثل ذلك ثم يرسل إليه الملك فينفخ فيه الروح ويؤمر بأربع كلمات بكتب رزقه وأجله وعمله وشقى أو سعيد» (متفق عليه) ، رب کے بھیجے ہوئے سچے اور تصدیق شدہ پیغمبر نے فرمایا: یقینا تم میں سے ایک کی خلقت اپنی ماں کے پیٹ میں اس طرح ہوتی ھے، چالیس دن نطفے کی حالت میں ہوتی ہے، اس کے بعد چالیس دن خون کے لوتھڑے کی صورت میں، پھر اس کے بعد اتنی ہی مدّت میں گوشت کا ٹکڑا بن جاتاہے ، تین مرتبہ چالیس چالیس دنوں کے بعد (جوکه ایک سوبیس دن 120 بن جاتےہیں)، رب تعالی ایک فرشتے کو اس کی طرف بھیجتاہے تاکه اس میں روح پھونکے، اور فرشته چار الفاظ لکھنے پر مأمور ھے، اس کا رزق و ورزی لکھنا ، عمر کی مدّت ، اس کے کردار ، اور یه که بدبخت ھے یا نیک بخت .

4 - ایسے فرشتے ھیں جو ارواح قبض کرنے اور جان نکالنے پر مأمور ھیں، جب انسان کی عمر اختتام کو پهنچے، اوروه (ملک الموت)یعنی موت کا فرشته ھے، جیساکه رب تعالی فرماتے ھیں : (قُل يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ). (سوره السجدة: 11) اے نبی کهدیجئے: موت کا فرشته تمهاری جان لیتاھے، اور موت کا فرشته وهی (ملک الموت) اپنے ساتھیوں کے ساتھ ھے .

5 - ایسے فرشتے ھیں جو بنی آدم کے اعمال کی نگرانی کرنے پر مقرر کئے گئے ھیں، جیسا که حدیث شریف میں ھے:(يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَار) (متفق عليه). ایسے فرشتے جو پے درپےتمهارے پاس آتے ھیں ، فرشتوں کی ایک جماعت رات کو آتی ھے اور ایک جماعت دن کو.

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبی الكريم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library